43738 ـ تراویح میں قرآت کی کوئی حد متعین نہیں ہے

سوال

کیا نماز تراویح میں قرآت کرنے کی کوئی حد متعین ہے، جس کے بغیر چارہ نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نماز تراویح میں قرآت کرنے کی کوئی حد متعین نہیں جو ضروری ہو صرف اتنا ہے کہ نماز جتنی لمبی کی جائے گی اتنا ہی اچھا اور افضل ہے، لیکن اتنی لمبی نہ ہو کہ مقدیوں کے لیے مشقت کا باعث ہو.

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" رمضان میں نماز تراویح وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآت کی حد مقرر نہیں فرمائی کہ جس سے کم یا زیادہ نہیں پڑھا جا سکتا، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کبھی لمبی قرآت فرمائے اور کبھی اس میں کمی فرماتے تھے، بعض اوقات تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں سورۃ مزمل کے برابر قرآت کرتے جو کہ بیس آیات پر مشتمل ہے، اور بعض اوقات تقریبا پچاس آیات کے برابر قرآت فرماتے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

" جس نے رات میں نماز کے اندر سو آیات قرآت کیں اسے غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا"

اور ایك دوسری حدیث میں ہے:

" جس نے رات کی نماز میں دو سو آیات قرآت کیں اسے مخلص اور قانتین میں لکھ لیا جاتا ہے"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك بار ایك رات میں سبع الطوال یعنی سات لمبی سورتوں جو سورۃ البقرۃ، آل عمران، النساء، المآئدۃ، الانعام، الاعراف، اور سورۃ التوبۃ کی قرآت کی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ وسلم مریض تھے.

اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچھے نماز پڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایك رکعت میں سورۃ البقرۃ پڑھی اور پھر سورۃ النساء، اور پھر آل عمران کی تلاوت کی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت آرام اور ٹھر ٹھر کر تلاوت کرتے تھے.

اور صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ وہ رمضان المبارك میں لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں تو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سو سو آیات تلاوت کرتے حتی کہ قیام لمبا ہونے کی بنا پر مقتدی اپنی لاٹھیوں اور چھڑیوں پر سہارا لیتے، اور تقریبا فجر کے وقت نماز سے فارغ ہوتے.

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے رمضان المبارك میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے سب سے تیز تلاوت کرنے والے قاری کو حکم دیا کہ وہ تیس آیات تلاوت کرے، اور درمیانی تلاوت کرنے والے کو پچیس اور بالکل کم رفتار سے تلاوت کرنے والے کو بیس آیات تلاوت کرے.

تو اس بنا پر اگر کوئی شخص خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے تو وہ جتنی چاہے نماز لمبی کرے، اور اسی طرح اگر اس کے ساتھ نماز ادا کرنے والے بھی لمبا قیام کرنے پر موافقت کرتے ہوں تو جتنا چاہے لمبا کر لے، اور جتنا بھی قیام لمبا کرے گا اتنا ہی افضل ہے.

لیکن اسے اتنا لمبا قیام نہیں کرنا چاہیے کہ وہ ساری رات ہی قیام میں گزار دے، لیکن نادر طور پر ایسا کر سکتا ہے، تا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کر سکے جن کا فرمان یہ ہے:

" اور سب سے بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے"

لیکن اگر وہ امام ہو اور دوسرے لوگوں کی امامت کروا رہا ہو تو اسے نماز اتنی لمبی کرنی چاہیے جو باقی لوگوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سے جب کوئی لوگوں کی امامت کروا رہا ہو تو وہ نماز کو ہلکا کر کے ادا کرے، کیونکہ ان میں چھوٹا بھی ہے، اور بڑا بھی، اور ان میں کمزور بھی اور مریض بھی، اور ضرورتمند بھی ہے، اور جب وہ اکیلا قیام کرے تو جتنا چاہے لمبا کرلے" انتہی

ماخوذ از: رسالۃ قیام رمضان.

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (66504) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .